اس میں مناظرے کا رنگ آگیا ہے۔ ہر مذہب جیسا کہ قرآن کہتا ہے، شروع میں ایک چشمہ صافی تھا۔ لیکن جب وہ بہتا ہوا آگے بڑھا تو جس جس زمین سے وہ گزرا، اُس کی بعض آلائشیں بھی اُس میں ملتی رہیں۔ یہ ہر مذہب کے ساتھ ہوا۔ اور اسلام بھی اس سے مستثنیٰ نہیں۔ اگر ہم مذاہب کا، جو بعد میں تاریخی ہو گئے، یعنی تاریخ سے اُن کو گزرنا پڑا، اس پس منظر میں مطالعہ کریں تو اس سے طالب علموں کے ذہنوں کو صحیح جلا ملے گی اور وہ ایک آئیڈیل اور اس کی تاریخی حیثیت میں فرق کر سکیں گے۔

ممکن ہے مصنف کی اس میں مجبوریاں ہوں۔ بہرحال موصوف نے دوسرے مذاہب کے ساتھ انصاف کرنے کی پوری کوشش کی ہے۔

کتاب کے آخر میں دورِ آخر کی اسلامی تحریکات پر بحث کی گئی ہے۔ اس میں مصنف نے دنیائے اسلام کی تمام اصلاحی تحریکوں کو سمیٹنے کی کوشش کی ہے، اس لیے ان کو بہت اختصار سے کام لینا پڑا۔ مصنف نے اس بحث میں احمدیہ تحریک اور جماعتِ اسلامی ہر دو کا ذکر کیا ہے۔ احمدیہ تحریک کی قادیانی ثم ربوی شاخ پر گفتگو کرتے ہوئے مصنف کچھ زیادہ ذاتیات پر اُتر آئے ہیں۔ اگر وہ صرف اس جماعت کے مالہ وما علیہ تک ہی محدود رہتے تو اچھا ہوتا۔ اِسی طرح مصنف نے جماعتِ اسلامی کے ساتھ انصاف نہیں کیا۔ اس تحریک کو انھیں زیادہ معروضی انداز سے دیکھنا چاہیے تھا۔

جیسا کہ اوپر ذکر ہوا یہ ایک ضخیم کتاب ہے۔ اس کے ۱۰۴۸ صفحات ہیں، ظاہر ہے فاضل مصنف نے اس پر بڑی محنت کی ہے۔ یقیناً اُن کی یہ محنت بارآور ہوئی۔ اور اس موضوع پر یہ بہت اچھی کتاب ہے۔ ہم مصنف کو اس پر مبارک باد دینا ضروری سمجھتے ہیں۔

کتاب کے ناشر علمی کتاب خانہ، اُردو بازار لاہور ہیں۔ اور قیمت پندرہ روپے ہے۔

شیخ مجیب کا چھ نکاتی پروگرام

یہ ایک "معاشی تجزیہ" ہے، جو ملک کے مشہور ماہر معاشیات اور سابق معاشی مشیر حکومت پاکستان ڈاکٹر انور اقبال قریشی نے شیخ مجیب الرحمٰن کے چھ نکاتی پروگرام بالخصوص اُن کے معاشی پہلوؤں کا کیا ہے۔ مشرقی پاکستان والوں کو مرکزی حکومت سے بہت سی شکائتیں ہیں، جن کے ازالے کے لیے شیخ مجیب الرحمٰن نے فروری ۱۹۶۶ء میں اپنا چھ نکاتی پروگرام پیش کیا تھا، جس کی بعد میں بڑی تشہیر ہوئی۔ ڈاکٹر قریشی نے اس

پروگرام کا معاشی لحاظ سے جائزہ لیا ہے اور بتایا ہے کہ اب تک مشرقی پاکستان میں معاشی ترقی کیوں نہیں ہو سکی ہے۔ اس کے اسباب کیا ہیں اور اس صورتِ حال کی اصلاح کیسے ہو سکتی ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے سب سے پہلے اس نقطۂ آغاز کی نشان دہی کی ہے، جہاں سے مغربی پاکستان اور مشرقی پاکستان دونوں نے اپنی اپنی معاشی دوڑ شروع کی۔ موصوف لکھتے ہیں کہ برصغیر پاک و ہند کی تقسیم کے وقت مشرقی پاکستان کو ورثے میں نہایت کمزور معیشت آئی تھی جو گزشتہ دو سو سال کے استحصال کا نتیجہ تھی۔ پھر یہ بات بھی ہے کہ وہاں زرعی زمین محدود ہے۔ اور ملک کے مجموعی رقبے کے مقابلے میں آبادی بہت زیادہ ہے۔ علاوہ ازیں تقسیم برصغیر کے وقت مرکزی کی اعلیٰ ملازمتوں اور خود صوبے کی تجارتی زندگی میں مسلمانوں کا تناسب بہت کم تھا۔ مزید برآں وہاں آئے دن موسمی جھکڑوں اور سیلابوں کی شکل میں آسمانی آفات آتی رہتی ہیں، جن سے بڑی تباہی ہوتی ہے۔ یہ اسباب تھے جن کی وجہ سے مشرقی پاکستان کی معیشت کمزور رہی۔ قیامِ پاکستان کے بعد وہاں جو باہر سے سرمایہ لگا، ایک تو اُسے اطمینان خاطر نہ ملا۔ دوسرے اُس سے خاطر خواہ منافع نہ ملا۔ مصنف کے نزدیک مشرقی پاکستان کی معاشی پس ماندگی کے یہ اسباب ہیں۔ اس کے برعکس پنجاب اور اسی طرح بہاولپور اور سندھ میں برطانوی دورِ حکومت میں نہروں کا جال بچھا ہوا تھا اور زرعی زمین آبادی کے مقابلے میں بہت زیادہ تھی پھر یہاں عمدہ سڑکیں، ریلیں، تار و ٹیلیفون کے سلسلے بجلی اور دوسرے انتظامات اعلیٰ پیمانے پر قائم تھے۔ مشرقی پاکستان میں سلہٹ کی سڑکوں کو چھوڑ کر باقی سڑکوں کی لمبائی کل ۲۴۰ میل تھی اور اس کے مقابلے میں مغربی پاکستان کی سڑکوں کی لمبائی ۵۵۰۲ میل تھی۔

قیامِ پاکستان کے بعد مغربی پاکستان میں سرمایہ تو فراہم ہوا ہی۔ اور اس کا بڑی خوش دلی سے خیر مقدم بھی کیا گیا، لیکن اس کے علاوہ یہاں تربیت یافتہ مزدور اور کاریگر بھی بکثرت وافر تھے اور یہ دونوں چیزیں مشرقی پاکستان میں فراہم نہ ہو سکیں مصنف لکھتے ہیں کہ مشرقی پاکستان میں مقامی سرمایہ کم ہے۔ اور عوام کی اتنی آمدنی نہیں کہ وہ بچتوں کے ذریعہ اُسے جمع کر پائیں۔ اب رہ جاتا ہے باہر سے درآمد کیا ہوا سرمایہ اور اس کے لیے وہاں کے حالات اس وقت سازگار نہیں۔ اب صنعتیں لگیں تو کیسے۔ زرعی زمین اتنی کم ہے کہ اُس سے آبادی کے لیے پوری غذا نہیں مل سکتی۔ ان حالات میں ڈاکٹر قریشی کے الفاظ میں :- "یہ معاشی پستی اس کی مکمل صوبجاتی خود مختاری کے لیے شدید خطرہ ہے"

کتاب کی ضخامت ۱۶۲ صفحات ہے۔ قیمت -/۴ روپے

ملنے کا پتہ :- پائنیر پبلشنگ ہاؤس ۲۹۵/۳ - سرور روڈ - لاہور چھاؤنی